القدس!

مشکبار تاریخ، پُرعزم جدوجہد

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
آصف لقمان قاضی

القدس!

مشکبار تاریخ، پُرعزم جدوجہد

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
آصف لقمان قاضی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

❑ نام کتاب　　”القدس! مشکبار تاریخ، پرُعزم جدوجہد“
❑ تصنیف　　ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
❑ مطبع　　Creaive Design
❑ اشاعت اول　　نومبر 2023
❑ صفحات　　40
❑ قیمت　　-/100 روپے

باہتمام:　**ادارہ معارف اسلامی** منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54790
فون: 4-042-35252475-76,35419520، فیکس: 042-35252194
ای میل: imislami1979@gmail.com، ویب سائٹ: www.imislami.org

تقسیم کنندہ:
☆ مکتبہ معارف اسلامی، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور، فون: 4-042-35252419, 35419520
☆ مکتبہ نورِ حق، 504، قائدین کالونی، نیو ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ 021-34940606
☆ مرکزی مکتبہ تحریک محنت، بالمقابل نیوسٹی، فیز 1 جی ٹی روڈ واہ کینٹ۔ 0300-5292141
☆ مرکزی مکتبہ تحریک محنت، 5 عمر ٹاور، فرسٹ فلور 31 حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 0333-4562541
☆ مرکزی مکتبہ تحریک محنت، کمرہ نمبر 1 دوسری منزل، ال آمنہ پلازہ، جناح روڈ، کراچی۔ 0334-3922268
☆ مرکزی مکتبہ تحریک محنت، المرکز اسلامی، سردار گڑھی، جی ٹی روڈ، پشاور۔ 0314-9708851

انتساب

شہدائے غزہ کے نام

''القدس! مشکبار تاریخ، پرُعزم جدو جہد''

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

اپنی بات کا آغاز ایک کہانی سے کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تھکا ہارا بھوکا پیاسا شخص آپ کے دروازے پر دستک دیتا ہے کہ اگر کھانے کو کچھ ہے تو دے دیں۔ آپ اس پر ترس کھا کر اسے گھر کے اندر لے آتے ہیں کہ اسے کچھ کھلا پلا دیں جب وہ کھانا کھا لیتا ہے تو آپ پر پستول تان لیتا ہے کہ تم ادھر سے نکلو یہ گھر اب میرا ہے آپ اس شخص کو کیا کہیں گے؟؟؟ ڈاکو! ہے نا؟؟

اس کے خلاف مزاحمت کرنا آپ پر فرض ہے اور اگر وہ آپ کی گھر کی عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کرے تو آپ کا خون کھول اٹھے گا؟ وہ آپ کی بوڑھی ماں، بوڑھے بیمار باپ کو آپ کے سامنے مارے پیٹے۔ اسے نماز نہ پڑھنے دے پھر آپ کے بیٹے کو قید کر دے اور خوب اذیتیں دے پھر آپ کو گھر، آپ کی زمینوں، آپ کی مسجد سے بے دخل کر دے۔

پھر رفتہ رفتہ اس کے بھائی بند وہاں آتے جائیں اور آپ کی بستیوں کو وہاں سے نکال کر خیموں میں آباد کر دیں، آپ کو اپنا غلام بنالیں آپ کو ایک ٹکڑا صحن کا دے کر آپ کو آمادہ کر دے کہ بس اس پر راضی ہو جاؤ۔ باقی اب سب میرا ہے۔ آپ کے مظلوم گھرانے کے سب عزیز و اقارب، سب ہمسائے بھی آپ سے مسلسل گردان کی طرح کہتے جائیں کہ یہ ڈاکو اب بہت طاقت ور ہے۔ بس اسے مالک مان لیں۔ کیا کریں گے آپ؟؟ قضیہ فلسطین کا حال بھی اسی کہانی جیسا ہے جہاں کچھ لوگوں کو مظلوم سمجھ کر پناہ دی گئی مگر وہ صہیونی غاصب بن گئے۔

مسجد اقصیٰ کی فضیلت

مسجد اقصیٰ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے امامت ہے، ان کی اللہ رب العالمین سے ملاقات کی خاطر جانے کے لئے اس مبارک جگہ کا انتخاب کیا گیا۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کے مبارک ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے:
مسلمانوں کا قبلہ اول جس کی طرف سولہ، سترہ مہینے رخ کر کے نماز پڑھی گئی۔

ارض فلسطین کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں

☆ **قرآن کریم میں اس سرزمین کے بابرکت اور مقدس ہونے کا بار بار ذکر آیا ہے۔**

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (بنی اسرائیل ایت نمبر ۱)

وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تا کہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

☆ **حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کو اس بابرکت زمین کی طرف لایا گیا۔**

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ (سورہ الانبیاء ۷۱)

اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے جس میں ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی ہے۔

☆ **حضرت سلیمانؑ کے لئے اس بابرکت سرزمین کی ہواؤں کو مسخر کیا گیا۔**

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (سورہ الانبیاء ۸۱)

اور زور سے چلنے والی ہوا سلیمان کے تابع کی جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جہاں ہم نے برکت دی ہے، اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

☆ **ان بستیوں کے درمیان اللہ نے برکت رکھی تھی۔**

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ (سوہ سبأ ۱۸)

اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی تھی بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے

اور ہم نے ان میں منزلیں مقرر کردی تھیں، ان میں راتوں اور دنوں کو امن سے چلو۔

☆ **حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کو اس اطمینان کی جگہ پر رکھا گیا۔**

وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّاٰوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ(سورہ المومنون ۵۰)

اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنایا تھا اور انہیں ایک ٹیلہ پر جگہ دی جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔

☆ **مقدس سرزمین:**

وَاَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا ؕ وَتَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ الۡحُسۡنٰی عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ بِمَا صَبَرُوۡا ؕ وَدَمَّرۡنَا مَا کَانَ یَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَقَوۡمُهٗ وَمَا کَانُوۡا یَعۡرِشُوۡنَ (سورہ الاعراف ۱۳۷)

اور ہم نے ان لوگوں کو وارث کردیا جو اس زمین کے مشرق و مغرب میں کمزور سمجھے جاتے تھے کہ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے، اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے باعث پورا ہو گیا، اور ہم نے تباہ کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم نے بنایا تھا اور جو اونچی عمارتیں وہ بناتے تھے۔

☆ **حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو کہتے ہیں:**

یٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِیۡ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِکُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِیۡنَ (سورہ المائدہ ۲۱)

اے میری قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کردی اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان میں جا پڑو گے۔

تیسری مقدس مسجد:

سفیان نے زہری سے انھوں نے سعید (بن مسیب) سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ اس (سلسلہ روایت) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ (عبادت کے لیے) تین مسجدوں کے سوا رخت سفر نہ باندھا جائے: میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت کروائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ بیت المقدس کے سلسلے میں ہمیں حکم دیجیئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم وہاں جاؤ اور اس میں نماز پڑھو"، اس زمانے میں ان شہروں میں لڑائی پھیلی ہوئی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم وہاں نہ جاسکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو تیل ہی بھیج دو کہ اس کی قندیلوں میں جلایا جاسکے"۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا اور ان کا دشمن انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کہاں ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس اور بیت المقدس کے ارد گرد ہوں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن کی مہلت باقی رہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کردیں گے کہ امت کا آخری فرد دجال کو قتل نہ کردے؟ پوچھا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کہاں ہوں گے؟؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا تم لوگ اردن کے مشرق میں ہوگے اور وہ لوگ مغرب کی طرف ہونگے۔اور کوئی بھی تمہارا دشمن کسی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو درخت اور پتھر پکار کر کہے گا کہ یہ دشمن خدا میرے پیچھے چھپا ہے۔آجاؤ اور اسے ختم کردو۔

☆ قیامت سے پہلے شام میں قیام کی فضیلت:

شام سے مراد، عربستان کا شمالی علاقہ ہے، آج کل یہ کئی ملکوں میں تقسیم ہو چکا ہے کچھ علاقہ اردن کی حکومت کے پاس ہے۔کچھ علاقے پر لبنان کی حکومت ہے کچھ پر اسرائیل قابض ہے مغربی کنارے کے فلسطین پر فلسطینیوں کی خودمختاری ہے اور غزہ پر ح م اس کی خودمختاری ہے۔یہ سارا علاقہ مقدس اور محترم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ

"(قیامت سے پہلے) حضرموت (یمن) سے آگ بھڑکے گی یا حضرموت کے سمندر کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو قیامت سے پہلے اکٹھا کرے گی صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کے لئے آپ ہمیں کیا حکم دیتے

ہیں؟؟۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ شام میں قیام کرو۔'' (ترمذی 20217، عن عبداللہ بن عمرؓ صحیح)

☆ **سرزمین شام و فلسطین پر فرشتوں کا نزول:**

کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے مختلف کاغذوں سے قرآن کو مرتب اور جمع کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (طوبیٰ للشامِ) شام کے لئے خوش خبری ہے ہم نے پوچھا کیا؟ کس چیز کی؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا

''اس بات کی کہ شام کی سرزمین پر رحمان کے فرشتے اپنے پروں کو پھیلاتے ہیں'' (ترمذی 3954 عن زید بن ثابتؓ صحیح)

☆ **فتنوں کے وقت ایمان شام ہوگا:**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے تکیے کے نیچے سے کتاب کا ستون نکال لیا گیا۔میری آنکھوں نے اس کا تعاقب کیا۔

(فاذا ھو نور ساطع عمد بہ الی الشام، الا! وان الایمان اذا وقعت الفتن بالشام)

وہ ایک چمکدار نور تھا جو شام تک پھیل گیا۔آگاہ رہو! جب فتنے واقع ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا۔''

(مستدرک حاکم: 8,413، 8,554,8، طبرانی: 14561، عن عبداللہ بن عمروؓ)

☆ **شام میں رہائش اختیار کرنے کی ترغیب:**

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عليك بالشام فإنها خيرة الله من ارضه يجتبى إليها خيرته من عباده فاما إن ابيتم فعليكم بيمنكم واسقوا من غدركم فإن الله توكل لى بالشام واهله"

"اپنے اوپر شام کو لازم کرلو، کیونکہ شام کا ملک اللہ کی بہترین سرزمین ہے، اللہ اس ملک میں اپنے نیک بندوں کو جمع کرے گا، اگر شام میں نہ رہنا چاہو تو اپنے یمن کو لازم پکڑنا اور اپنے تالابوں سے پانی پلانا، کیونکہ اللہ نے مجھ سے شام اور اس کے باشندوں کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔'' (ابوداود: 2,483، عن عبداللہ بن حوالہ، صحیح)

توہمیں اللہ کی کتاب پر یقین رکھنا ہے یا مردہ پرست انسانوں کے ڈراووں سے ڈرنا ہے یا تو یہ دنیاوی خوف ہمیں مار دے گا اور یا اللہ کی کتاب ہمیں زندہ رکھے گی۔

اگر ہم قرآن پر یقین نہ رکھیں اور عمل نہ کریں تو ہماری کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ صہیونی عقیدے کی جنگ لڑ رہے ہیں وہ اپنی کتاب تورات کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ نے ہمیں ہمیشہ اسی حالت پر نہیں رکھنا تلک الایام نداولھا بین الناس اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو ہمیشہ مغلوب ہی رکھے۔ بیت المقدس جنگ کی جگہ نہیں بلکہ امت مسلمہ کے شعائر میں سے ہے۔ ہمیں شکست خوردہ نہیں ہونا بلکہ دو باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پہلی بات: ہمیں مایوس نہیں ہونا

جب تاتاری بغداد میں داخل ہوئے تو مسلمان مغلوب ہو گئے اور مسلمانوں کے خلیفہ کو قیدی بنا لیا گیا ان کو گندگی کے تھیلوں میں ڈالا گیا اور ان کو آگ کے گڑھوں میں جلایا گیا لیکن ہمارے علماء نے ہمیں خوشخبری دی کہ قسطنطنیہ ضرور آزاد ہوگا وہ ہمیں خوشخبری دیتے رہے کہ بہترین لشکر قسطنطنیہ کا لشکر اور بہترین امیر اس کا امیر ہے۔ تاتاری ان علماء اور خطباء کو دیوانے سمجھتے تھے اور پھر کیا ہوا اللہ کی بات سچ ثابت ہوئی۔ ہمارے والد قاضی حسین احمد کہا کرتے تھے کہ ہم چھوٹے تھے تو برطانیہ کی اتنی وسیع و عریض سلطنت تھی کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا آج وہ سلطنت اتنی سکڑ گئی ہے کہ وہاں سورج طلوع نہیں ہوتا جب ہم چھوٹے تھے تو سرخ آندھی اور سوویت یونین سے ڈرایا جاتا تھا آج اُس سے چھ مسلمان ریاستیں قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، آذربائجان، ترکمانستان، کرغیستان وجود میں آ چکی ہیں۔

قرآن کریم کی یہ پیشنگوئی پوری ہونے کو ہے ان شا اللہ۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (سورہ صف آیت نمبر ۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

یہ آیت سورۃ التوبہ، سورۃ الفتح اور سورۃ الصف میں 3 بار آ چکی ہے۔

دوسری بات:

ہمیں ضرورت جنگ کی نہیں نظریاتی اور عقائدی منصوبہ سازی کی ہے آنے والی نسلوں کو عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر منظم کریں ان کی فکر کو جلا بخشیں۔

نظریاتی اور عقائدی پلاننگ کریں اور ان کو ایک ہی بات بتائیں: فلسطین مسلمانوں کا ہے، فلسطین ہمارا ہے سارے کا سارا ہے۔ ایک کہاوت ہے کہ وہ قرض کبھی ضائع نہیں ہوتا جس کا مطالبہ کرنے والا اس کے پیچھے موجود ہو۔

From the river to the sea Palestine will be free

من النهر الى الجر فلسطين العربيه! فلسطینی آپ کو اتنے پرعزم نظر آتے ہیں۔
میکسیکو کے لوگوں کی ایک بات یاد رکھی جاتی ہے کہ ''انہوں نے ہمیں دفن کرنا چاہا لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ ہم بیج کی طرح دوبارہ اُگ آئیں گے۔

They Tried to Bury us but they didnt know that we were seeds.Mexican Proverb

مغرب کی حکمت عملیوں کی مزاحمت منظم ہو کر حکمت عملی اور منصوبے بنا کر ہی کی جاسکتی ہے۔ منظم مزاحمت ہی نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اقبال نے مغربی تہذیب کی چکا چوند کو فریب قرار دے کر اس کا پول کھول دیا تھا اور اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی میں فرد اور قوم میں مطلوب صفات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کا آغاز وہ ان اشعار سے کرتے ہیں۔

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر

ایک بوڑھا چراغ لے کر شہر میں گھوم رہا تھا کہ میں بُری صفات کے حامل لوگوں سے تھک گیا ہوں اور ایک اچھے انسان کی تلاش میں ہوں۔ سست اور بے کار ہمراہیوں سے بے زار ہوں اور رستم اور شیر خدا حضرت علیؓ کی طرح جسمانی و روحانی صفات کے حامل لوگوں کی آرزو میں پھر رہا ہوں، میں نے کہا کہ ایسے لوگ اب ناپید ہو گئے ہیں، اب نہیں ملتے۔ اس نے کہا کہ وہ جو نہیں ملتے اور ناپید ہو گئے ہیں، انہی لوگوں کی تلاش میں ہوں۔

اسلام دنیا بھر میں مسلسل طوفانوں کی زد میں ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کو دہشت گردی اور دقیانوسیت کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے۔ اس پورے منظر نامے میں اسلام اپنے ماننے اور چاہنے والوں اور اپنے رب پر یقین رکھنے والوں کی طرف دیکھ رہا ہے کہ وہ آزمائش کی اس ایمان کو متزلزل کر دینے والی گھڑی میں کس اطمینان قلب کے ساتھ حق پر قائم رہتے ہیں اور ہر طرف اُڑتی ہوئی گرد سے خود کو اور اپنی بصیرت کو محفوظ رکھ کر درست سمت میں سفر جاری رکھتے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ اسلام جس ابلاغی طوفان کا شکار ہے، یہ عارضی اور وقتی ہے۔ انسانوں کی بڑی تعداد کو کچھ عرصہ تک تو دھوکے کا شکار رکھا جا سکتا ہے مگر محض پروپیگنڈے کی قوت سے مستقل طور پر اس دھوکے کو قائم رکھنا ممکن نہیں۔

حالات ہمیں خواہ کیسے لگ رہے ہوں، اس پوری صورت حال کا منظر نامہ چاہے کیسا ہی بن رہا ہو، ہمیں تو بس یہ دیکھنا ہے کہ اس پورے منظر نامے میں

ہمارا کیا کردار ہے؟ اپنے رب کی وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے اس زمین پر اس کی مرضی قائم کرنے کی جدوجہد میں ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ہمارے قدم درست سمت سفر میں آگے بڑھ رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے وقت اور صلاحیتوں کا بیشتر اور بہتر حصہ اس جدوجہد میں لگا رہے ہیں؟ کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ جو چیز کم ہو اسے بہت احتیاط اور دانش مندی سے خرچ کرنا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ استفادہ ممکن ہوسکے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہنمائی اور ان کے عشق میں ڈوب کر اپنے دل کی آواز سننی چاہئے اور پھر اپنے وجدان پر بھروسا کرنا چاہیے۔

دنیائے اسلام کی مدافعتی قوت سایوں کی مانند ہے جو پھیلتی ہے، بڑھتی ہے، سمٹتی ہے، غائب ہو جاتی ہے مگر پھر نمودار ہو جاتی ہے۔ میرے آغا جان (قاضی حسین احمدؒ) کو برسوں پہلے غرناطہ کی گلیوں میں ایک مسلمان ملا تھا جس نے کہا کہ اسلام پتھر کی طرح جامد وجود نہیں بلکہ ایک درخت کی طرح نامیاتی وجود ہے۔ اگر اسے نچلے تنے سے بھی کاٹ دیا جائے تو اس کی جڑوں سے نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ اس نے کہا کہ اسلام عنقریب پھر اس خطے میں برگ وبار لائے گا۔ آغاجان کہہ رہے تھے کہ اندلسی نوجوان کا یقین اتنا راسخ تھا کہ مجھے اقبالؒ کا یہ شعر یاد آنے لگا۔

دانہ را کہ در آغوش زمین است ہنوز
شاخ در شاخ و برومند جواں می بینم

(اس دانے کو جو ابھی زمین کی آغوش میں چھپا ہوا ہے، شاخ در شاخ اور ثمر بار اور جوان دیکھ رہا ہوں)

ان کی حکمت عملیوں کو دیکھ کر اقبالؒ کی یہ پکار بھی آج ہی کی صدا لگتی ہے:

فریاد زافرنگ و دل آویزی افرنگ
فریاد زشیرینی و پرویزیِ افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ زچنگیزی افرنگ
معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
ازخواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز ازخواب گراں خیز

(مغرب کی دل آویزیوں، چکنی چپڑی باتوں اور استعماری طاقتوں سے فریاد ہے۔ پورا عالم مغرب کی چیرہ دستیوں سے ویرانہ بن گیا ہے۔ معمار حرم گہری نیند سے بیدار ہو جاؤ اور نئی دنیا کی تعمیر پر کمر بستہ ہو جاؤ۔)

موجودہ حالات کی 4 وجوہات

پہلی وجہ:

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی، یہودی شناخت دینے، ہیکل سلمانی کی تعمیر کے ایجنڈے پر بہت زیادہ تیزی سے کام کرنے، القدس کے باسیوں کی تذلیل، ان کے علماء وشیوخ اور اہل علم وفضل کو جیلوں میں قید کرنے کا سلسلہ جاری وساری رہا۔ نماز سے روک دینے، ان کو بے حرمت کرنے، ان کے پچاس حلقہ ہائے دروس کو بند کر دینے اور چند دن پہلے پانچ ہزار صہیونیوں نے مسجد اقصیٰ میں گھس کر اس کی بے حرمتی کی۔ اس معرکہ کو طوفان الاقصیٰ نام بھی اسی وجہ سے دیا گیا۔ جب بھی کوئی طوفان آتا ہے۔ تو طوفان کے بعد کا منظر نامہ بالکل تبدیل ہو جاتا ہے۔ طوفان کے نتیجے میں بہت ساری تبدیلیاں آتی ہیں۔ خطے کا منظر نامہ بالکل تبدیل ہو چکا ہے۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

دوسری وجہ:

دشمن Slow Death کی طرف انہیں دھکیل رہا تھا۔ نوجوانوں کی ایک پوری نسل نے اس اذیت میں آنکھ کھولی ہے۔ زندگی کی ہر محرومی سے دوچار، تعلیم، صحت، روزگار، شادی، گھر سے محروم سماجی اور معاشی مسائل کا ایک سلسلہ لامتناہی ہے۔ ہر کوئی وہاں سے نکلنے کی تگ و دو میں مصروف نظر آتا ہے۔ بحری اور سمندری راستوں میں سمندر برد ہو کر مچھلیوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔

تیسری وجہ:

وحشیوں کی وحشت والی قید اور نوجوان فلسطینیوں کی مار پیٹ اور تذلیل سے ان کی زندگی جہنم بنا دی گئی ہے۔ صہیونی کہتے ہیں کہ یہ فلسطینی کیڑے مکوڑے ہیں ان کو جتنی اذیتیں دے سکتے ہو وہ انہیں دو۔ قیدی بہنوں کی زندگی کو مزید اجیرن کر دیا گیا ہے۔ ان پرسوز مظالم سے تنگ آ کر یہ آپریشن کیا گیا۔

چوتھی وجہ:

موصولہ خفیہ اطلاعات کی روشنی میں یہ انکشاف ہوا تھا کہ دشمن غزہ کو تباہ کرنے کے لئے ایک بھرپور حملے کا منصوبہ بنا چکا ہے۔ اچانک حملہ کر کے دشمن جو

اہداف حاصل کرنا چاہتا تھا۔اس کے روکنے کی یہ واحد ترکیب تھی کہ ان کے منصوبوں کو خاک میں ملایا جائے۔انھوں نے بری، بحری اور فضائی تینوں طرف سے حملے کر کے اسرائیل کے نا قابل شکست ہونے کے تصور کو مٹی میں ملا دیا اور اسرائیل اب منفی معیشت کے ساتھ خاک چاٹ رہا ہے۔ان کی اللہ جل جلالہ سے فریاد ہے کہ الٰہی ہم کمزور ہیں ہماری مدد فرما، ہم محتاج اور تیری عنایت کے طلبگار رہیں۔ہم پر کرم فرما، ہم عاجز ہیں ہمیں غلبہ وقوت عطا فرما۔ہم رسوائی سے دو چار ہیں۔ہمیں عزت واقتدار عطا فرما۔کسی بھی افواہ پھیلانے والے اور ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والے کے احسان سے ہمیں بچا۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔

اس صورت حال میں فلسطینیوں کے پاس صرف ۳ آپشنز باقی رہ گئے تھے۔

1. غلامی کو قبول کرلیں اور نسلوں تک غلام کے طور پر رہیں اور یہ قبول کرلیں کہ یہ سرزمین اسرائیل کی ہے۔
2. یہاں سے ہجرت کر جائیں، کسی اور جگہ جا کر رہیں۔
3. عزت سے جئیں، مزاحمت کریں اور عزت سے مرجائیں۔

انھوں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے تیسرا آپشن چنا ہے۔

اللہ پر بھروسہ:

فلسطینی قرآن سے یقین کشید کرتے ہیں اور حوصلہ پاتے ہیں۔مرعوبیت سے پاک نسل پروان چڑھی ہے، دشمن کی سب سے بڑی کمزوری موت کے خوف کو استعمال کیا ہے۔اپنی موت اور اپنے ملبوں کو ہی Brand بنا دیا۔غزہ ظلم کے خلاف مزاحمت کا برانڈ بن گیا ہے۔

11 / 9 کے بعد جس طرح لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔10 / 7 کے بعد بھی انہوں نے بری و بحری اور فضائی حملوں سے اسرائیل کے نا قابل شکست ہونے کے تصور کو پاش پاش کر دیا انہوں نے سوچا کہ ہمارے پاس پیش کرنے کے لئے یہی کچھ ہے۔اپنی پوری نسل کے سر پر خودداری ،عزت و وقار کا تاج سجا دیا۔ح م اس کی کالی داڑھیوں اور مضبوط عزم کے جوانوں جن پر ہم جیسی ماؤں کی تو نظر ہی نہیں ٹھیرتی کہ شالا نظر نہ لگے۔اللہ ان جوانوں کو پیروں کا استاد بنا دے، وہ امت کی مائیں جو اپنے بچوں کو اپنے دودھ میں اپنی تحریک سے عزم، کامیابیاں اور یقین گھول کر پلاتی ہیں کہ ہر وقت شکست اور ناکامی کا تذکرہ قوموں کے لئے زہر ہوتا ہے۔

ہمارے بچوں کو آج علم ہی نہیں کہ کبھی ہم نے بھی دنیا کی قیادت کی تھی۔جیسے آج مغرب دنیا کا امام ہے، کبھی ہمارے پاس بھی گلستانِ اندلس کی ڈالیوں

سے لوگ علم کے پھول چننے آتے تھے ہماری روشن تاریخ اور ہمارے اسلاف کے تذکرے ہمیں پرعزم رکھنے کے لئے کافی ہیں۔ زندہ تہذیبیں اپنے اسلاف کی روایات کو تابندہ رکھتی ہیں۔ فلسطین کی سرزمین مشکبار تاریخ سے فروزاں ہے۔ فلسطینیوں کی نئی نسل کو اتنا پرعزم دیکھ کر اسرائیل بوکھلا گیا ہے۔ بھلا کبھی موت سے پیار کرنے والوں کو بھی کسی نے شکست دی ہے؟ شیخ احمد یاسین نے انہیں فٹبال کے میدانوں سے چنا اور ان کے سینوں کو امید، آزادی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے بھر دیا۔ اسرائیل سے شدید نفرت کی آگ ان کے سینوں میں جلا دی۔ یہ حضرت عیسیٰؑ کی فوج کا ہراول دستہ جنھیں اللہ نے منتخب کیا ہے، اللہ کی راہ کے وفادار سپاہی ہیں جنہیں ان کا مہربان رب کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔

بلا سے ہم نے نہ دیکھا تو اور دیکھیں گے
فروغ گلشن و صوت ہزار کا موسم
فیض احمد فیض

اتنے ناداں بھی نہیں جاں سے گزرنے والے

فلسطینی سرزمین پر 1948 میں برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک کی سرپرستی میں صہیونی ملیشیا کا قبضہ کروایا گیا اور لاکھوں نہتے فلسطینی گھرانوں کو زبردستی اپنی سرزمین سے بےدخل کیا گیا۔ ان واقعات کو فلسطینی "نکبہ" یعنی آفت کا نام دیتے ہیں۔ دنیا بھر میں بسنے والے کل ڈیڑھ کروڑ اور تاریخی فلسطین کی سرزمین پر رہنے والے 75 لاکھ فلسطینیوں کے لئے نکبہ کا یہ عمل گذشتہ 75 برس سے جاری ہے۔ نکبہ آج تک ختم نہیں ہوا۔ ہر سال نئی صہیونی نو آبادیاں تعمیر کی جاتی ہیں۔ فلسطینی گھرانوں کو، جن میں بچے، بوڑھے اور خواتین شامل ہوتی ہیں، اسرائیلی فوج کی نگرانی میں ان کے گھروں سے زبردستی نکالا جاتا ہے۔ بچے اور خواتین دہائی دیتے ہیں لیکن ان کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ کوئی اقوام متحدہ، کوئی مہذب دنیا کا ملک، کوئی عرب یا مسلمان حکمران، کوئی ہمارا فیس بک کا دانشور، کوئی بھی نہیں۔ بلڈوزران کے گھروں کو مسمار کر جاتے ہیں، بچے اپنے گھر کے ملبے پر بیٹھ کر چیختے رہتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد وہاں نوآبادکاروں کی نئی کالونیاں تعمیر ہو جاتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ مسلح رہتے ہیں۔ ایک فلسطینی بوڑھے کو علاج کے لئے شہر میں ہسپتال جانا کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ اسرائیل ایک نسل پرست ملک ہے۔ یہاں کسی فلسطینی کو برابر کے شہری حقوق حاصل نہیں ہیں۔ گاڑیوں کی نمبر پلیٹیں الگ الگ رنگ کی ہوتی ہیں۔ اسرائیلی شہری جو راستہ آدھ گھنٹہ میں طے کر لیتے ہیں، ایک فلسطینی دس گھنٹوں کے ذلت آمیز انتظار کے بعد طے کرتا ہے۔ تسلسل کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر فلسطینی قتل ہوتے ہیں لیکن دنیا کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ ان کی خواتین کی مردوں کے سامنے توہین کی جاتی

ہے اور وہ صرف خون کے آنسو پی جاتے ہیں۔آج جو دانشور انہیں فیس بک پر مشورے دے رہے ہیں، وہ ایک ماہ جا کر ان کے ساتھ گزار کر آئیں، پھر ہمیں بتائیں۔غزہ کے کیمپوں کے اندر گذشتہ 75 برس سے رہنے والوں میں سے بیشتر وہ ہیں جن کے آباؤ اجداد کو 1948 میں ان کے گھروں سے نکال کر بے دخل کیا گیا تھا۔اس وقت سے ہر روز وہ ایک نئے نکبہ سے دو چار ہوتے ہیں۔صرف حالیہ سال کے پہلے 9 ماہ میں اڑھائی سو سے زائد فلسطینیوں کو شہید کیا گیا ہے۔آپ لوگوں کو ہمدردی کے دو بول کہنے کی توفیق نہیں ہوتی، ان کے احساسات کی توہین تو نہ کریں۔ان کے پاس یہی احساسات ہی تو ہیں۔(آصف لقمان قاضی)

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ (الحج)

جن لوگوں سے (ناحق) قتال کیا جاتا ہے ان کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی ہے، کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، بیشک اللہ انکی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔(الحج)

آرام دہ بستروں پر لیٹے لوگ خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہیں اور جو اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھر رہے ہیں، وہ اس دانشوری سے بے نیاز ہیں۔بدر کے میدان سے آج تک تاریخ کا دھارا ایسے ہی بہادروں نے بدلا ہے اور بزدلوں نے ایسے ہی تبصرے کیے ہیں۔برسوں سے محصور بیس لاکھ انسانوں کے پاس اور راستہ ہی کیا ہے؟ نصیحتیں کرنے والے اُنھیں ویسے بھی فراموش کر چکے تھے۔(انس فرحان قاضی)

فلسطین کی جدوجہدِ آزادی کی تحریک سے دنیا میں اور بلخصوص مسلمانوں میں دو واضع کیمپ نظر آنے شروع ہو رہے ہیں۔ایک وہ جو کہتے ہیں کہ فضائے بدر پیدا کر، پھر انشاء اللہ اللہ اپنا وعدہ بھی پورا کرے گا ان تنصروا اللہ ینصر کم۔دوسرا وہ کیمپ جو مصلحتوں اور حکومتوں کی پالیسیوں اور اگر مگر اور تیل دیکھو ،تیل کی دھار دیکھو والی پالیسی پر چل رہے ہیں۔سوچتی ہوں کہ امام عالی مقام ؓ بھی اگر میرے زمانے میں کربلا کی قربانیاں پیش کرتے تو ہم انکے بارے میں بھی یہی رائے پیش کرتے جو آج فلسطینیوں کے بارے پیش کر رہے ہیں۔مکہ کے دانشور بھی تب کہتے تھے یہ دریتیم بھلا کیا کر لے گا؟ آج کے دانشور بھی کہتے ہیں فلسطینی کیا کر لیں گے؟ مطمئن رہیں، جانیں وہ پہلے بھی دے رہے تھے آئندہ بھی دیتے رہیں گے ان کے لئے کوئی نئی بات نہیں، اسرائیل پہلے بھی انہیں مار رہا ہے مزید مار لے گا ان کے پاس بچانے کو ویسے بچا ہی کیا ہے؟ آپ کو کلمہ خیر کی توفیق نہیں ہوئی خیر ہے انہیں بھی آپ سے کوئی خاص امید نہیں۔۔!

وَ مَا لَکُمۡ لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ

اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔
(سورہ النساء75)

اور کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور ہمارے لیے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی کردے اور ہمارے لیے اپنے ہاں سے کوئی مددگار بنادے۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (سورہ آل عمران160)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہ ہوسکے گا، اور اگر اس نے مدد چھوڑ دی تو پھر ایسا کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے، اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

اسلام کے لئے لڑو۔ لڑ نہیں سکتے تو لکھو، لکھ نہیں سکتے تو بولو، بول نہیں سکتے تو ساتھ دو، ساتھ بھی نہیں دے سکتے تو جو لڑ، بول اور لکھ رہے ہیں ان کی مدد کرو اگر مدد بھی نہیں کر سکتے تو ان کے حوصلوں کو گرنے مت دو کیونکہ وہ آپ کے حصے کی لڑائی لڑ رہے ہیں۔

میں کبھی نہیں بھول سکتی

میں کبھی نہیں بھول سکتی آئس کریم کا وہ ٹرک جس میں غزہ کے معصوم پھولوں کی لاشیں رکھی ہوئی تھیں
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس آدمی کو جو ایک ٹیڈی بیئر کے ساتھ ملبے پر بیٹھا تھا
اور اس کا پورا گھر ملبے تلے دب چکا تھا
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس باپ کو جو اپنے بچے کے جسم کے ٹکڑے ایک تھیلے میں ڈالے جا رہا تھا
میں کبھی نہیں بھول سکتی ان لوگوں کو جنہیں جنوب کی طرف ہجرت کے دوران شہید کیا گیا
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس لڑکے کو جو چیخ چیخ کر پوچھ رہا تھا" کہاں ہیں عرب؟
میں کبھی نہیں بھول سکتی کہ ان ڈاکٹروں کو جنھوں نے سڑکوں پر موبائل کی روشنی میں آپریشن کیے تھے
میں کبھی نہیں بھول سکتی لاشوں اور انسانی اعضاء سے بھرا ہوا اسپتال کا وہ میدان
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس بچے کو جو ویران آنکھوں کے ساتھ کانپ رہا تھا۔
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس بچی کو جو روتے ہوئے پکار رہی تھی" مجھے میری ماں چاہیے
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس آدمی کو جس نے مردہ بچے کو پکڑ رکھا تھا اور کہہ رہا تھا"حسبنا اللہ ونعم الوکیل
میں نہیں بھول سکتی درد کی حالت میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ان کے ایمان واستقامت کی بلندی کو
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس لڑکے کو جو اپنے بھائی کو کلمۂ شہادت کی تلقین کر رہا تھا
میں کبھی نہیں بھول سکتی معصوم بچوں کے ڈھیر سارے خون آلودہ جوتے
میں کبھی نہیں بھول سکتی بچوں کو پرسکون کرنے والے ان ڈاکٹروں کو
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس بچے کو جو یہ پوچھ رہا تھا" کیا میں اب بھی زندہ ہوں؟"

میں کبھی نہیں بھول سکتی اس لڑکے کو جس نے اپنے پیاروں کے ساتھ آخری گفتگو کی تھی
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس ڈاکٹر کو جسے شفٹ کے دوران پتہ چلا کہ اس کے گھر پر بمباری ہوئی ہے
میں کبھی نہیں بھول سکتی مریم کو جس کے سر پر سترہ ٹانکے لگے بغیر درد کی دوا کے اور بغیر بیہوشی کی دوا کے
میں کبھی نہیں بھول سکتی ان بچوں کو جو اپنے اپنے خواب بتلا رہے تھے
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس باپ کو جو اپنے بچے سے کہہ رہا تھا کہ یہ بموں کی آواز نہیں، کھلونوں کی آواز ہے
میں کبھی نہیں بھول سکتی اس ماں کو جس نے آخری بار اپنے بچے کو گلے سے لگایا تھا
میں کبھی نہیں بھول سکتی ان لوگوں کو جو سوئے اور پھر کبھی نہیں جاگے
میں کبھی نہیں بھول سکتی ملبے تلے دبی ان پھول سے بچوں کی لاشوں کو
میں کبھی نہیں بھول سکتی ان مسلم لیڈروں کی خاموشی کو جن کے پاس طاقت تھی، اختیار تھا لیکن انہوں نے کچھ نہ کیا،
وہ جن کے دل مردہ ہیں! جو لہو ولعب میں ڈوبے ہیں۔

قضیہ فلسطین

پس منظر اور ہماری ذمہ داریاں

آصف لقمان قاضی

فلسطین کی موجودہ صورت حال پر پوری دنیا کی طرح پاکستان میں بھی شدید اضطراب ہے۔ سوشل میڈیا کی وجہ سے لمحہ لمحہ کی خبریں پہنچ رہی ہیں۔ اسرائیل ظلم و وحشت کی ایسی داستان رقم کر رہا ہے کہ صدیاں اس ظلم کو یاد رکھیں گی۔ اس طرح کے واقعات اور اس طرح کا ظلم شاید اپنی زندگی میں اس سے پہلے ہم نے نہیں دیکھا۔ ایک چھوٹے سے خطے میں جو سائز میں شاید اسلام آباد سے بھی چھوٹا ہے اور بہت گنجان آبادی ہے۔ 24 لاکھ لوگ وہاں رہتے ہیں اس پر اس قدر تسلسل کے ساتھ بمباری ہو رہی ہے کہ انسانیت شرما جائے۔

یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ حماس کو کیا ضرورت تھی اس طرح کا ایکشن کرنے کی؟ اصل میں فلسطینیوں کے لیے Slow death کا طریق کار اختیار کیا گیا ہے۔ اور وہ 7 اکتوبر کو شروع نہیں ہوا بلکہ اس کو 100 سال سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ جب سے بالفور ڈیکلیریشن پاس ہوئی ہے اس کے بعد سے تسلسل کے ساتھ یہودیوں کو یورپ سے لا لا کر فلسطین کی زمین پر آباد کیا جا رہا ہے۔ تسلسل کے ساتھ ظلم کا ایک سلسلہ شروع ہوا اور یہ بالکل اسرائیلی سوچ اور اس کے وژن میں شامل تھا ایسا نہیں ہے کہ اسرائیل نے کسی عمل کے ردعمل میں یہ ظلم شروع کیا ہے۔ بلکہ شروع دن سے یہ اس کے وژن میں شامل تھا کہ یہاں فلسطینیوں کو قتل کر کے، اور فلسطینیوں کو دہشت زدہ کر کے انہیں ان کے وطن سے بے دخل کیا جائے گا۔ انہیں مجبور کیا جائے گا کہ وہ دوسرے عرب ملکوں میں یا دنیا کے دیگر ملکوں میں جا کر پناہ لے لیں اور فلسطینیوں کی جگہ یورپ سے لا کر یہودیوں اور صیہونیوں کو آباد کیا جائے گا۔

گذشتہ صدی کے شروع میں یہاں آبادی میں یہودیوں کا تناسب 3 فی صد تھا۔ غالباً 10 سے پندرہ فی صد عیسائی تھے اور اس کے علاوہ باقی سب

مسلمان تھے۔لیکن اس وقت اگر ہم اس علاقہ کی ڈیموگرافی دیکھیں تو تاریخی فلسطینی زمین میں فلسطینی اور اسرائیلی یہودی تقریباً برابر ہو گئے ہیں۔
نکبہ کا آپ نے ذکر سنا ہوگا نکبہ عربی میں تباہی کو کہتے ہیں یعنی ایک آفت۔ 1948ء میں جب اسرائیل قائم کیا گیا اس سے ایک سال پہلے اور 1948ء میں اور پھر 1949ء میں ان تینوں سالوں میں تسلسل کے ساتھ یہاں ایک قتل عام کیا گیا لاکھوں کی تعداد میں یہاں سے فلسطینیوں کو بے دخل کیا گیا۔ کچھ کو کیمپوں میں بھیجا گیا کچھ کو قریبی ممالک میں اردن میں لبنان میں ان لوگوں کو جلا وطن کیا گیا۔خود غزہ کے اندر اس وقت جو 22 لاکھ لوگ ہیں ان میں آدھے سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو کہ فلسطین کے دوسرے علاقوں سے یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں اور ابھی تک وہ کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔کئی دہائیاں گذر چکی ہیں لیکن ان کا کوئی مستقل گھر وہاں پر نہیں ہے وہ ابھی تک کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔اور اس دوران جو ظلم کیے گئے وہ رونگٹے کھڑے کر دینے والا ہے۔
پہلی جنگ عظیم کے خاتمے سے لے کر 1948ء تک کے اس سارے عرصہ کو برطانوی مینڈیٹ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی تو استعماری طاقتوں نے مسلمان علاقوں کو باہم آپس میں تقسیم کیا۔فلسطین کی سرزمین برطانیہ کے حصہ میں آئی۔اس کو مینڈیٹ کہا جاتا ہے۔ان کو ان کے خیال میں ایک لیگل مینڈیٹ مل گیا تھا کہ وہ فلسطین پر حکومت کر سکتے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے بغیر فلسطینیوں سے کسی طرح کا مشورہ کیے اور پوچھے بغیر خود ہی سے اعلان کیا کہ یہاں پر دوسرے ممالک سے یہودیوں کو لا کر آباد کیا جائے گا اور اسے یہودیوں کا قومی وطن بنایا جائے گا۔ یہ جو لیگل سٹیٹس بتایا جاتا ہے یہ تو تب بنتا ہے جب سرزمین کے مالک اس کی اجازت دیں۔فلسطین کے کیس میں صورت حال یہ ہے یہاں جو سرزمین کے مالک ہیں ان سے کسی نے پوچھا ہی نہیں۔ بلکہ خود سے جو استعماری طاقتیں ہیں انہوں نے اس بات کا فیصلہ کیا اور پھر لیگ آف نیشنز جو اقوام متحدہ سے پہلے کی عالمی مجلس اقوام تھی اس میں انہوں نے فیصلہ کیا اور اس فیصلے کے نتیجے میں اسرائیل کا غیر قانونی قیام عمل میں لایا گیا۔یہی وجہ ہے کہ پاکستان سمیت بہت سارے مسلمان ممالک اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ وہ اسے ایک ناجائز ریاست سمجھتے ہیں اور پاکستان کی قرارداد سے پہلے قائداعظم نے اسرائیل کی ناجائز ریاست کے خلاف اور فلسطین کے حق میں قرارداد منظور کی تھی۔
نکبہ کے دوران فلسطین میں اسرائیلیوں کی بین الاقوامی طور پر جتنی بھی تنظیمیں سرگرم تھیں وہ سب یکجا ہوئیں اور انہوں نے مذکورہ مقصد کے حصول کے لیے فنڈنگ بھی کی ،جس کے لئے جو یورپ میں موجود یہودی آباد جن میں بہت امیر امیر لوگ شامل ہیں ان کے پاس پیسہ بہت تھا اور انہوں نے یہودیوں کے قومی وطن بنانے کے اس سارے پراجیکٹ کی فنڈنگ بھی کی۔ ایک ملیشیا بھی وجود میں لائی گئی ایسی گویا کہ بالکل یہودیوں کی ایک فوج ہو اور ایک طرف نہتے فلسطینی تھے جن کو اسلحہ رکھنے کی اجازت نہیں تھی اور دوسری طرف صہیونیوں کو ملیشیا قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔1948ء میں

اسرائیل کے قیام کے باضابطہ اعلان سے قبل بھی ان کو بالکل ایک ایسا سٹرکچر قائم کرنے کی اجازت دی گئی اور برطانوی حکومت کی جانب سے مکمل سرپرستی کی گئی کہ وہ ایک حکومت کی طرح وہاں کام کریں اس کا انہوں نے فائدہ اٹھایا اور وہاں کے نہتے فلسطینیوں کو دہشت زدہ کیا گیا۔ فلسطینیوں کے قتل عام کی خوفناک مثالیں ملتی ہیں دیر یاسین جو فلسطین کا ایک مشہور قصبہ تھا اس میں قتل عام کیا گیا۔ اس واقعہ میں قصبے کی پوری آبادی کو ایک جگہ جمع کیا گیا جس میں خواتین، بچے اور بوڑھے سب لوگ شامل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں پوری کی پوری بستی کا قتل عام کیا گیا۔ اس قتل عام کا ایک مقصد یہ تھا کہ آس پاس کی جتنی بھی فلسطینی آبادیاں ہیں ان کو خوفزدہ کیا جائے، ان کو دہشت زدہ کیا جائے اور اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ فلسطین میں اپنے گھر بار اور اپنی زمینیں کھیتیاں اسرائیلیوں کے لیے چھوڑ دیں اور اس کے بعد ان کے مکانات کو بالکل ملیامیٹ کر دیا گیا تاکہ ان مکانات کا کوئی نام ونشان تک باقی نہ رہے، تو نکبہ کے دوران بڑی سفاکی کے ساتھ مغربی ممالک کی سرپرستی میں فلسطینیوں کا ایسا ہولناک قتل عام ہوا ہے جیسا کہ ریڈ ایڈینز اور آسٹریلیا میں ایبوریجنز کا سنتے آئے ہیں اسی قسم کا قتل عام کر کے اس علاقے کے جو اصل باشندے تھے ان کو بے دخل کر کے اس پر قبضہ کیا گیا۔

نکبہ کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ 75 سال سے جاری ہے اور فلسطینی یہ کہتے ہیں کہ وہ نکبہ اور وہ آفت ابھی تک ختم نہیں ہوئی وہ جارحیت اور وہ حملے اور تسلسل کے ساتھ زمین پر قبضہ کرنا، فلسطینیوں کو بے دخل کرنا، روزانہ کی بنیاد پر دو تین چار فلسطینیوں کو شہید کرنا صرف اس سال کے دوران اگر ہم دیکھ لیں 7 اکتوبر سے پہلے تو روزانہ کی بنیاد پر دو تین فلسطینیوں کا قتل، مغربی کنارہ اور جو تاریخی فلسطین جس کو اب وہ اسرائیل کہتے ہیں اس کے اندر بھی مسلسل معمول رہا ہے، یہ ان کی حکمت عملی ہے ایسا نہیں ہے کہ کسی واقعے کے ردعمل میں نہیں بلکہ یہ ان کی اسٹریٹجی ہے کہ فلسطینیوں کو خوفزدہ اور خوف کی حالت میں تسلسل کے ساتھ رکھا جائے۔ ان کو قتل کیا جاتا ہے اور تسلسل کے ساتھ اسرائیلی افواج پیٹرولنگ کرتی ہیں اور وہ کچھ مکانات کو منتخب کرتے ہیں روزانہ رات کے وقت میں وہ گھر کے اندر کود جاتے ہیں اور جو گھر بچوں اور خواتین کو ایک کونے میں جمع کرتے ہیں ان کو دہشت زدہ کرتے ہیں ان کی توہین کرتے ہیں اور پورے گھر کے ساز وسامان کی توڑ پھوڑ کرتے ہیں گھر کے اندر سامان کو الٹ پلٹ کر تلاشی لیتے ہیں اور چند گھنٹوں کے آپریشن کے بعد وہاں سے چلے جاتے ہیں۔ نہ ان کے پاس کوئی وارنٹ ہوتا ہے نہ اس کی کوئی وجہ ہوتی ہے یہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس طرح کیا جاتا ہے تاکہ فلسطینی بچے اور تمام فلسطینی آبادی مسلسل خوف کی حالت میں رہیں اور کبھی بھی اس خوف سے باہر نہ نکل سکیں کہ وہ اسرائیل کے غلام ہیں۔

تین آپشنز:

اس صورت حال میں فلسطینیوں کے پاس صرف تین آپشنز باقی رہ گئے تھے۔

1. پہلا آپشن تو وہ اس غلامی کو قبول کریں اور نسلوں تک وہ غلام کے طور پر رہیں اور یہ قبول کرلیں کہ یہ سرزمین اب اسرائیل کی ہوگئی ہے اور ہم نے غلام کے طور پر یہاں رہنا ہے۔
2. دوسرا آپشن یہ ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلے جائیں۔
3. تیسرا آپشن یہ ہے کہ وہ مزاحمت کریں اور جئیں تو عزت کے ساتھ جئیں ورنہ عزت کے ساتھ مریں۔

تو ایک طویل عرصے تک سیاسی ڈائیلاگ کا ڈھونگ رچایا گیا اور پی ایل او کو یاسر عرفات کی قیادت میں مصروف رکھا گیا اور یہ ڈھونگ رچایا گیا کہ ایک فلسطینی ریاست کے لیے آپ کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں کئی دہائیوں تک ان کو دھوکے میں رکھا گیا اور اس دوران تاریخی فلسطین کی زمین پر یہودی آباد کاری کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔

آپ میں سے اکثر لوگوں نے وہ نقشے دیکھے ہوں گے جو مختلف ادوار کے فلسطین کے نقشے ہیں اور ان میں دکھایا گیا ہے کہ 1948 سے پہلے فلسطین کیسا تھا؟ پھر 1948ء میں کیا ہوا؟ اور پھر اس کا نقشہ کیا بنا؟ پھر 1967ء میں کیا ہوا؟ اور اس کا نقشہ کیا بنا؟ اور پھر آج تک ایک تسلسل کے ساتھ آباد کاروں کی کالونیاں بنتی چلی جارہی ہیں اور فلسطینیوں کی سرزمین پر ابھی تک آباد کاروں کو لا لا کر بسایا جارہا ہے۔

پی ایل او کے ساتھ اوسلو اکارڈ 1993ء میں، پیس پروسیس کے تحت ہوا اور اس کے آخر میں فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں لائے جانے کا خواب اور اس معاہدہ کے تحت بھی فلسطینیوں کو اپنی تاریخی سرزمین کا صرف 22 فیصد دیا گیا تھا اور 78 فیصد زمین اسرائیلیوں نے اپنے پاس رکھی تھی۔ انہیں پیس پروسس کے نام پر مصروف رکھا گیا اور دھوکہ دیا گیا۔

جب فلسطینی اس پیس پروسیس سے مایوس ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ اس کے نتیجے میں ان کو کچھ حاصل نہیں ہونے والا ہے تو انہوں نے اس کی مزاحمت کرنے کا فیصلہ کیا اور سوچنے سمجھنے والے لوگ جمع ہوئے اور 1987ء میں انہوں نے حماس کی بنیاد رکھی۔ حماس کا شروع دن سے ہی یہ فیصلہ تھا کہ فلسطین کے ایک انچ پر بھی کسی کا تسلط اور قبضہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ ڈی فیکٹو قبضہ اسرائیل کا موجود تھا لیکن انہوں نے علی الاعلان کہا کہ ہم پیس پروسس کے نام پر جاری اس دھوکہ کو قبول نہیں کرتے، پوری کی پوری جو فلسطین کی تاریخی سرزمین ہے وہ فلسطینیوں کی ہے یہودی اس پر پرامن طریقے سے رہ سکتے ہیں جیسا کہ تاریخی طور پر وہ یہاں رہتے چلے آرہے ہیں لیکن یہاں ہم کسی بھی ناجائز ریاست کا وجود اور اس کا تسلط تسلیم نہیں کرتے۔

اس کے نتیجے میں انتفاضہ یعنی اپ رائزنگ ہوئی اور یہ بہت منظم، قانونی اور سیاسی جدوجہد کے ذریعے ابھرتے چلے گئے۔ انہوں نے بڑے بڑے

مظاہرے کیے لیکن ظاہر ہے کہ اس دوران جب ان کا سامنا اسرائیلی فوج سے ہوتا تھا تو وہاں ایک مزاحمت نظر آتی تھی۔ اس میں بہت سارے لوگ شہید بھی ہوئے تو یہ حماس تھی جس نے یہ تحریک شروع کی کہ ہم فلسطین کی سرزمین پر کسی کا ناجائز تسلط قبول نہیں کرتے۔

2006ء میں فلسطینی اتھارٹی کے جو آخری انتخابات اوسلو معاہدے کے تحت ہوئے اور جس فلسطینی اتھارٹی کو انہوں نے اوسلو معاہدے کے تحت قائم کیا تھا اس کو صرف بلدیاتی اختیارات سونپے گئے۔ فلسطینی اتھارٹی کی زمین پر لاء اینڈ آرڈر کا قیام بھی فلسطینی اتھارٹی کی ذمہ داری ہوگی۔ کیوں کہ اسرائیل یہ سمجھ چکا تھا کہ فلسطینیوں کو زبردستی وہ قابو میں نہیں رکھ سکتے اس لیے انہوں نے یہ ذمہ داری فلسطینی اتھارٹی کو دی کہ دوبارہ یہاں کوئی مسلح مزاحمت شروع نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یاسر عرفات کی پی ایل او نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا کیا۔ جس طریقے سے وہ کریک ڈاون کرتے ہیں کسی بھی قسم کی مزاحمت پر وہ اس سے کہیں زیادہ شدید ہوتا ہے جو کریک ڈاون اسرائیلی کرتے ہیں۔ فلسطینی اتھارٹی کو یہ دو ٹاسک دیئے گئے تھے ایک تو بلدیاتی انتظام صفائی ستھرائی کا انتظام اور دوسرے اندرونی لاء اینڈ آرڈر اور فلسطینیوں کو قابو میں رکھنے کی ذمہ داری ہے۔

2006ء میں آخری الیکشن ہوا تھا فلسطینی اتھارٹی کا جس میں پی ایل او اور حماس آپس میں مد مقابل تھے اور حماس دونوں خطوں غزہ اور ویسٹ بنک میں جیت گئی تھی۔ یہ نتائج چونکہ بین الاقوامی طاقتوں کو منظور نہیں تھے اس لیے انہوں نے ان نتائج کو قبول نہیں کیا حالانکہ یہ الیکشنز انہی کی نگرانی اور انتظام میں ہوئے تھے، اس لیے حماس کا اسٹیٹس ابھی تک وہ منتخب حکومت کا ہے۔ بعض لوگ انہیں نان اسٹیٹ ایکٹر سمجھتے ہیں، حماس نان اسٹیٹ ایکٹر نہیں ہے آخری قانونی الیکشنز میں حماس نے کامیابی حاصل کی ہے اور اس وقت بھی اگر کوئی قانونی حکومت موجود ہے فلسطین کے اندر وہ حماس ہی ہے۔ لیکن اس کو چونکہ قبول نہیں کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں ایک تقسیم ہوئی۔ ایسٹ بنک چونکہ اسرائیلی تسلط زیادہ تھا تو وہاں پر پی ایل او کی حکومت قائم کی گئی اور غزہ میں چونکہ ان کا بس نہیں چلتا تھا اس لیے وہاں حماس کی حکومت قائم رہی۔

حماس نے جب یہ دیکھا کہ صہیونیوں کی اسلحہ کے زور پر مسلسل آبادکاری کی جارہی ہے، قوت کے زور پر مسلح طریقے سے اسرائیلی فوج آتی ہے اور پورے کے پورے گاؤں کو خالی کیا جاتا ہے مسلح لوگ کھڑے ہوتے ہیں آبادکار بھی مسلح ہوتے ہیں اور اسرائیلی فوج بھی مسلح ہوتی ہے وہاں پر اس طرح کی مشینری لائی جاتی ہے کہ ان کے گھروں کو اس سے مسمار کیا جاتا ہے فلسطینی چیختے ہیں روتے ہیں چلاتے ہیں لیکن پوری دنیا میں کسی کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور تسلسل کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ یہ جو عسقلان کا علاقہ ہے جہاں پر ابھی حملہ ہوا ہے یہاں پر اس نو آبادی کے اندر بھی 50 ہزار صہیونی آباد ہیں اور تو انہیں سویلین کہا جاتا ہے لیکن یہ مسلح لوگ ہیں ان کو اسلحہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے اور مسلسل ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ یہ کسی بھی چھوٹے موٹے تنازعے میں فلسطینیوں کو شہید کر دیتے ہیں، فلسطینیوں کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہوتا ان کے پاس اسلحہ ہوتا ہے یہ اس طرح سے

سویلین نہیں ہیں جس طرح کے لوگوں کو معروف معنوں میں سویلین کہا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کئی دہائیوں سے جاری ہے۔
اسرائیل کے جو اعلانیہ مقاصد ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے فلسطین کی پوری سرزمین پر قبضہ کرنا ہے، دوسرا یہ ہے کہ انہوں نے مسجد اقصی پر قبضہ کرنا ہے، مسجد اقصی کے بارے میں ان کا ایک علانیہ فیصلہ ہے اور ان کا خیال ہے کہ یہاں پر ہزاروں سال پہلے اسی جگہ پر ہیکل سلیمانی تھا تو یہاں پر ہم ہیکل سلیمانی تعمیر کریں گے۔
مسجد اقصی کا جو لیگل سٹیٹس ہے وہ یہ ہے کہ مسجد اقصی کا جو ایک بہت بڑا کمپاؤنڈ ہے جس کے اندر مسجد قبلی بھی موجود ہے اور گولڈن ڈوم والی مسجد بھی اسی میں موجود ہے اس پورے کمپاونڈ کو لے کر 1929ء میں ایک مقدمہ یہودیوں نے دائر کیا اور یہ چونکہ برٹش مینڈیٹ کا زمانہ تھا تو انٹرنیشنل کورٹ میں انہوں نے مقدمہ دائر کیا اور انہوں نے یہ دعوی کیا کہ یہ جو کمپاؤنڈ ہے اصل میں ہماری ملکیت ہے اور پھر انٹرنیشنل کورٹ میں مقدمہ چلا اور اُس کورٹ کے جو جج تھے وہ سارے یورپینز تھے مسلمان ان میں سے کوئی بھی نہیں تھا اور یہودیوں مسلمانوں نے بھی، اپنا اپنا کیس پیش کیا انٹرنیشنل کورٹ میں اور بالآخر ایک سال بعد اس کورٹ کا فیصلہ آیا اس کے مطابق یہ مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ اس لیے اس پر جو لیگل رائٹس ہیں انٹرنیشنل لاء کے مطابق مسلمانوں کے ہیں۔ فیصلہ سنانے والی جو کورٹ تھی وہ پریڈیسیسر تھی موجودہ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کی جسے اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت قائم کیا گیا ہے۔ یوں موجودہ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس بھی اس انٹرنیشنل کورٹ کے فیصلوں کو تسلیم کرتی ہے۔ اس لیے بین الاقوامی قانون کے مطابق بھی پورا مسجد اقصی کا کمپاؤنڈ مسلمانوں کے وقف کی ملکیت ہے۔ 1948ء میں جو معاہدے ہوئے تھے ان معاہدوں کے تحت اس کی نگرانی اردن کی حکومت کے پاس ہے اگرچہ اس وقت اسرائیلی حکومت کا قبضہ ہے اور وہ اس کے اردگرد جب چاہتے ہیں اسرائیلی فوج کو کھڑا کر دیتے ہیں اور یہ ان کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کس کو اندر جانے کی اجازت دینی ہے اور کس کو نہیں۔
ابھی گزشتہ چند سالوں سے انہوں نے ایک تسلسل کے ساتھ اس بات کو پھیلایا ہے کہ مسجد اقصی کے کمپاؤنڈ کو زمانی اور مکانی لحاظ سے تقسیم کرنا چاہیے اور زمانی اور مکانی لحاظ سے مراد یہ ہے کہ اس کمپاؤنڈ کا کچھ حصہ ہیکل کی تعمیر کے لیے یہودیوں کو دے دیا جائے اور زمانی لحاظ سے یہ مراد ہے کہ دن کے کچھ حصے میں جیسے صبح دن چڑھنے کے وقت سے لے کر ظہر کی نماز سے کچھ پہلے تک یہ یہودیوں کی عبادت کا وقت ہوتا ہے تو یہ کمپاونڈ اس وقت یہودیوں کو دے دیا جائے اور اس کے بعد باقی اوقات کے لیے واپس مسلمانوں کو دے دیا جائے۔ اس طرح اقصی کمپاونڈ کی زمانی اور مکانی لحاظ سے تقسیم کا ایک فارمولا پیش کیا ہے اور حماس کا یہ اعلان ہے کہ مسجد اقصی ہماری ریڈ لائن ہے اس پر کسی سمجھوتہ کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔ اگر کوئی اس کو کراس کرے گا تو ہماری طرف سے اعلان جنگ ہوگا۔ لیکن ایک تسلسل کے ساتھ اس ریڈ لائن کو کراس کیا گیا اور ابھی حالیہ دنوں میں اسی سال کے دوران 10 ہزار

یہودیوں کو لا کر اپنی عید کے موقع جو دس دن تک جاری رہتی ہے اور دسویں دن آخری دن ان کی تقریبات ہوتی ہیں تو ان ایام میں 10 ہزار لوگوں کو یہاں مسجد اقصی کمپاؤنڈ میں لایا گیا۔ یہاں انہوں نے اپنی عبادت کی اور ایک بار پھر اعلان کیا کہ بہت جلد ہم اس مسجد اقصی کو مسمار کر کے یہاں پر ہیکل سلیمانی تعمیر کریں گے۔

یہ تھا حماس کے حملہ کا پس منظر۔ یہ ظلم اور زمین پر قبضہ اور قتل، ایک تسلسل کے ساتھ فلسطینیوں کی توہین، بہت بڑی تعداد میں جو فلسطینی ویسٹ بینک میں ہیں یا جو غزہ سے نکلتے ہیں بہت بڑی تعداد میں چیک پوسٹیں ہیں، فلسطین کا علاقہ کوئی بہت بڑا نہیں ہے تھوڑا سا اور چھوٹا علاقہ ہے اس میں اگر کسی بزرگ فلسطینی کو کسی علاج کے لیے بھی اپنے گاؤں سے اس علاقہ میں جانا پڑے جسے وہ اس وقت اسرائیل کہتے ہیں، تو یہ آدھے گھنٹے 40 منٹ کا راستہ وہ آٹھ دس گھنٹے میں طے کر پاتے ہیں اور پھر رات کہیں پر گزارتے ہیں اگلے دن وہ ہسپتال جاتے ہیں۔ یہ ان کی توہین بھی کرتے ہیں ان کے لیے مشکلات بھی کھڑی کرتے ہیں۔ یہ رویہ تسلسل کے ساتھ 75 سال سے جاری ہے۔ اور اس کے اوپر پھر اب مزید یہ کہ مسجد اقصی پر قبضہ کر کے وہاں پر ہیکل تعمیل کرنا۔ حماس کی جانب سے ان کو کہا جاتا رہا کہ آپ ہماری سرخ لکیر عبور کر رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں جنگ شروع ہو سکتی ہے لیکن وہ اس کو کسی خاطر میں نہیں لائے اس کے بعد جب چاروں طرف سے حماس نے محسوس کیا کہ ہمیں ایک تو گھیرا جا رہا ہے اور ہمیں اپنے وطن کے اندر قتل بھی کیا جا رہا ہے ہماری بے عزتی بھی ہو رہی ہے ان کے مردوں کے سامنے بچوں کو اور ان کی خواتین کو دھکے دیے جاتے ہیں ان کو زمین پر پٹخ دیا جاتا ہے اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں۔ اور پھر اب مسجد اقصی کی بے حرمتی کی جسارت۔ اس کے بعد انہوں نے ایک فیصلہ کیا کہ نہیں ہمیں اگر زندہ رہنا ہے تو ہم یا تو عزت کے ساتھ زندہ رہیں گے یا عزت کے ساتھ مریں گے۔

ان سب واقعات کو مسلمان ممالک سمیت پوری دنیا نے نظر انداز کر دیا تھا بلکہ اسرائیلی وزیر اعظم نے اقوام متحدہ ایک نقشہ لہرا کر یہ اعلان کیا کہ فلسطینیوں سے مجھے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے تعلقات خطے کے تمام ممالک کے ساتھ نارملائز ہو رہے ہیں اور عنقریب آپ دیکھیں گے کہ سعودی عرب کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات نارملائز ہوں گے اور خطے کے دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی نارملائز ہو چکے ہوں گے۔ انہوں نے خود کہا کہ Two State Solution اب ختم ہو چکا ہے اور اب صرف ون سٹیٹ قائم رہے گی اور اس کے اندر اگر فلسطینی اس طرح سے رہنا چاہتے ہیں جس طریقے سے ہم ان کو بتائیں تو وہاں رہیں لیکن فلسطینی سٹیٹ کی جو بات ہے وہ ختم ہو چکی ہے اب ہم صرف ون سٹیٹ کی بات کریں گے اور وہ اسرائیل ہے۔ اس کے بعد حماس نے یہ سارا فیصلہ کیا جب ان کو بالکل تنہا کر دیا گیا اور دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا اس کے نتیجے میں اس آپریشن کا فیصلہ کیا۔

اس آپریشن کے نتیجہ میں قربانیاں تو ظاہر ہے کہ بہت زیادہ دینی پڑی ہیں اور بہت بڑی تباہی بھی ہوئی ہے انہوں نے بمباری بھی کی ہے۔دس ہزار لوگ، بچوں اور خواتین سمیت شہید ہوئے ہیں۔اس میں غم اور صدمے کا پہلو یقیناً موجود ہے لیکن اس کے نتیجے میں فلسطین کا مسئلہ دوبارہ سے زندہ ہوا ہے۔دنیا کی توجہ اس طرف ہوئی ہے اور جس طریقے سے پوری دنیا میں لوگ فلسطینیوں کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں وہ بے مثال ہے۔ایک طرف تو مغربی ممالک کی ڈھٹائی ہے جنہوں نے یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود اسرائیل کی حمایت کا اعادہ کیا ہے اور ان کی یہ تائید وحمایت غیر متوقع نہیں ہے، ظاہر ہے کہ وہ انہی کی حمایت کریں گے لیکن عوامی سطح پر جس طرح بڑے بڑے مظاہرے ہوئے ہیں پوری دنیا کے اندر لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس ظلم کے خلاف نکلے ہیں۔لندن کے اندر مظاہرہ تھا اس میں ایک لاکھ لوگ شریک ہوئے ہیں۔اسی طرح سے شکاگو میں اور ہیوسٹن میں، لزبن میں یورپ کے تمام بڑے شہروں میں پیرس کے اندر یورپ کے تمام بڑے شہروں اور جرمنی، سپین کے اندر بڑے بڑے عوامی مظاہرے ہوئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ مسلمان ممالک کے اندر بھی بہت بڑے بڑے مظاہرے ہوئے ہیں۔یہی رائے عامہ کا دباؤ ہے جس کی وجہ سے اسرائیل رکا ہوا ہے اور اس وقت تک اگر انہوں نے پورے غزہ کو ملیامیٹ نہیں کیا تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس کو کوئی انسانی ہمدردی ہے یا ان کو رحم آ گیا بلکہ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ اب وہ دور نہیں ہے کہ اس طرح کا ظلم کیا جائے گا اور پوری کی پوری آبادی کا آپ قتل عام کر دیں گے اور دنیا کو پتہ نہیں چلے گا۔اس وقت تو لوگ ٹیلی ویژن سکرینوں پر اور سوشل میڈیا کے ذریعہ اپنے ٹیلی فون کی سکرین پر وہ سارا ظلم دیکھ رہے ہوتے ہیں۔دنیا میں رائے عامہ کے مخالف ہونے کا خوف ہے اس خوف کی وجہ سے اسرائیل وہ اقدام ابھی تک نہیں اٹھا سکا کہ وہ اس طرح کی بمباری کر لیں۔ایک دو واقعات میں انہوں نے کیا بھی احلی ہسپتال پر اسرائیل نے بمباری کی اور وہاں 1350 افراد کو شہید کیا اگر یہ میڈیا اور سوشل میڈیا نہ ہوتا تو وہ پورے غزہ کو اسی طرح کا بنا دیتے اور پورے غزہ کی 22 لاکھ آبادی کا قتل عام کر دیتے۔عالمی رائے عامہ نے اس کو روکا ہوا ہے۔

اسرائیل کو یہ نقصان بھی ہوا کہ بڑی تعداد میں ان کے لوگ اس وقت قید میں ہیں اس میں ان کے نوآبادکار بھی ہیں، مسلح تھے۔اسرائیلی فوجی بھی قیدیوں میں شامل ہیں اور 200 سے زیادہ فوجی قید میں ہیں جن میں پانچ جنرلز بھی ہیں، ان کے انٹیلیجنس کے بھی بہت سینیئر لوگ قیدیوں میں شامل ہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کوئی بھی انتہائی اقدام اٹھانے سے اسرائیل اب تک رکا ہوا ہے۔

اسی طرح سے پورا اسرائیل ایک خوف کی حالت میں ہے۔یہ پہلی بار ہوا ہے کہ کسی نے اسرائیل کی طرف سے حملے کا انتظار نہیں کیا بلکہ حماس نے آگے بڑھ کر ایک جارحانہ اقدام کیا ہے اور اسرائیل کی سرزمین میں داخل ہو کر کیا ہے اگرچہ اس آپریشن میں بڑی تعداد میں مجاہدین شہید بھی ہوئے ہیں لیکن یہ Myth انہوں نے توڑ دیا ہے اسرائیل کا۔Myth تھا کہ اسرائیل کو کوئی شکست نہیں دے سکتا اور اس کو کوئی زک نہیں پہنچا سکتا۔اسرائیلی ٹیکنالوجی کا

بہت زیادہ پروپیگنڈا تھا کہ اس کا کوئی توڑ نہیں ہے اور یہ کہ انہوں نے پورے تل ابیب کو آئرن ڈوم کے نیچے محفوظ کر دیا ہے تو اس برتری کا پول پوری طرح کھل گیا ہے۔ اس کی انٹیلیجنس کا بھی پول کھل گیا اتنے بڑے آپریشن کو ان کی انٹیلیجنس معلوم نہیں کر سکی۔

ان کی جو معیشت ہے وہ بھی اب کمزور ہو گئی ہے جس طریقے سے منصوبے بنائے جا رہے تھے، ان منصوبوں میں انڈیا بھی شامل تھا اور ان کا یہ پلان تھا کہ ایک اکنامک کوریڈور انڈیا سے سمندر کے راستے متحدہ عرب امارات تک اور پھر متحدہ عرب امارات سے سعودی عرب کے راستے اردن سے ہوتے ہوئے اسرائیل سے گزرے گا اور پھر سمندر کے راستے یورپ سے مربوط ہوگا۔ اس اکنامک کوریڈور کا گزشتہ جی ٹوئنٹی اجلاس میں مودی نے بہت فخر کے ساتھ اعلان کیا تھا، ان کے وہ سارے منصوبے ملیامیٹ ہو گئے ہیں۔ اسرائیل کو خود ایک معاشی دھچکہ لگا ہے اسرائیل اس طرح سے سب کے لئے محفوظ نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اسرائیل کے اوپر حملہ نہیں ہو سکتا اور اس کو زک نہیں پہنچائی جا سکتی۔

گوریلا وارفیئر ایک اے سمٹرک ہوتی ہے اس میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دونوں فریق طاقت میں ہم پلہ ہوں اس لیے فلسطینیوں کو اسرائیل کا اور اس کے سارے اتحادیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اتنی ہی طاقت اور اتنی قوت جمع کریں کہ جتنی قوت ان کے مقابلے میں موجود ہے اے سمیٹرک کا اصول یہی ہے کہ آپ کے پاس اتنی طاقت ہونی چاہیے کہ آپ ایک کاری ضرب لگا سکیں، اپنے مخالف کو کافی نقصان پہنچا سکیں اور اب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ فلسطینیوں اور حماس کے پاس موجود ہے۔ اس کے نتیجے میں مسلمان ممالک اور بالخصوص عرب ممالک کی حکومتیں ایک دم سے جیسے خواب سے جاگ گئی ہوں۔ انہوں نے بھی فلسطین کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا ہے اور عوام کے پریشر میں آ کر انہوں نے اپنے نارملائزیشن کے منصوبوں کو فی الحال معطل کر دیا ہے۔

تو یہ ایک کامیابی ہے جو فلسطینیوں کو حاصل ہوئی ہے۔ اپنے اس آپریشن کے ذریعہ انہوں نے اپنے مسئلہ کو دنیا کے نقشے پر دوبارہ رکھ دیا ہے اور دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ فلسطینیوں کو زبردستی غلام نہیں بنایا جا سکتا اور اگر یہاں پر کوئی بھی فائنل سیٹلمنٹ ہونی ہے تو اس میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ فلسطینیوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور دوسرے ممالک کے ساتھ ابراہام اکارڈز کر کے آپ یہ سمجھیں کہ جی بس فلسطین کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ فلسطین کے مسئلے کا بنیادی فریق خود فلسطینی ہے اور جو بھی سیٹلمنٹ ہوگی وہ فلسطینیوں کے ساتھ بات چیت کر کے کی جائے گی کیونکہ یہ ان کی سرزمین ہے جس پر قبضہ کیا گیا ہے۔

آپ سب کو معلوم ہے آپ سب واقف ہیں یہ میڈیا اور سوشل میڈیا میں باتیں آتی رہی ہیں کہ صہیونی اور یہودی کا فرق بھی پیش نظر رکھنا چاہیے خود حماس نے بہت پہلے سے یہ اعلان کیا تھا کہ ہماری جنگ یہودیت یا یہودیوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہماری جنگ صہیونی قبضے کے خلاف ہے

اور صہیونزم جو کہ دراصل ایک فاشسٹ نظریہ ہے اس کے خلاف ہے کیونکہ ان کے توسیع پسندانہ عزائم ہیں اس لیے وہ اپنا جتنا بھی بیانیہ ہے اس میں صہیونزم کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔ یہودیوں میں بڑی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو خود اسرائیل کے مخالف ہیں اس لیے ہمیں بھی اپنے بیانیہ میں یہودی کی بجائے صہیونیت ہی کی اصطلاح کو استعمال کرنا چاہیے۔

اس پورے آپریشن کو طوفان الاقصیٰ کا نام دیا گیا اور جب بھی کوئی طوفان آتا ہے تو طوفان کے بعد کا جو منظر نامہ ہے وہ بالکل اس طرح سے نہیں ہوتا جیسا کہ طوفان سے پہلے کا منظر نامہ تھا۔ طوفان کے نتیجے میں بہت ساری چیزیں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ خطے میں بہت بڑی تبدیلی آچکی ہے۔

اقبال کا بھی کہنا ہے کہ

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

یہ جو اضطراب ہے اس کے نتیجے میں ایک نئی توانائی حاصل ہوتی ہے اور اسی کے نتیجے میں سٹیٹس کو تبدیل ہوتا ہے اور اسی کے نتیجے میں ایک تبدیلی منظر نامے میں آتی ہے۔ ایک بڑا انسانی المیہ ہمارے آنکھوں کے سامنے ہے۔

اس وقت عوامی رائے عامہ کی حد تک تو فلسطینیوں کو یہ کامیابی ملی ہے کہ دنیا کی رائے عامہ ان کے حق میں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ان کی ضروریات ہیں، جتنا نقصان ان کو ہوا ہے اور بہت بڑی تعداد میں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ بے گھر ہوئے ہیں ان کی ضروریات اس وقت موجود ہیں۔ رفح بارڈر جو مصر کے ساتھ ہے وہ واحد راستہ ہے کہ جس کے ذریعے سے کوئی امداد پہنچائی جا سکتی ہے لیکن وہ اسرائیل کی بمباری کی وجہ سے مشکل راستہ بن گیا ہے۔ وہاں سرحد کی تنصیبات کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ سڑک کو بھی ناقابلِ استعمال بنا دیا گیا ہے۔

بارڈر کے راستے سے ایک تو اسرائیل کا اور ان کے اتحادیوں کا مطالبہ تھا یا ان کے عزائم تھے کہ غزہ کی ایک ملین آبادی کو مصر کے اندر دھکیل دیا جائے۔ ایک طرح سے ان کا یہی ارادہ تھا کہ دوسرا ایک نکبہ کیا جائے اور اس کے نتیجے میں غزہ کا شمالی علاقہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں کہ آدھی آبادی کو سرحد پار دھکیل کر دیا جائے اور یہ علاقہ خالی ہو جائے۔

یہ ایک بہت بڑا سبق ہے ہمارے لیے جس طریقے سے غزہ کے لوگوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا ہے جس طریقے سے صبر کا مظاہرہ کیا ہے جرات کا مظاہرہ اور جس اتحاد کا مظاہرہ انہوں نے کیا ہے آپ اپنی ٹیلی ویژن سکرینوں پر دیکھتے ہیں کہ کوئی فرد اختلافی بات نہیں کرتا، کوئی حماس کو موردالزام نہیں ٹھیراتا بلکہ وہ اپنے عزم کا اظہار کرتے ہیں وہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، استقامت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک نئی نسل جس کی حماس نے تربیت کی

ہے نظریاتی اور فکری اور عملی تربیت، ان کا جس طرح کا کردار بنایا ہے اس میں ہمارے لیے بھی ایک سبق ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت میں ان چیزوں کو ترجیح دیں۔قرآن کے ساتھ جوان کا تعلق ہے اللہ تعالی کے ساتھ، دین کے ساتھ جوان کا تعلق ہے اور اللہ تعالی پر جو توکل ہے اور جو جرات ہے، بہادری ہے جو استقامت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح کی ماڈرن ٹیکنالوجی کا انہوں نے استعمال کیا ہے۔میڈیا کے اندر ٹیکنیکس کو استعمال کیا ہے ملٹری ٹیکنیکس کو انہوں نے استعمال کیا ہے اس سب میں ہمارے لیے بہت سبق ہیں۔انہوں نے جس کردار کا مظاہرہ کیا ہے اور ابھی تک جس استقامت کے ساتھ وہ کھڑے ہیں۔آپ دیکھتے ہیں کہ پورے کا پورا محلہ، نہ صرف اس کا گھر تباہ ہوا بلکہ اس کا پورا خاندان اور ان کے گھر تباہ ہو گئے لیکن وہ ملبے پر کھڑے ہو کر وہ یہی کہتے ہیں کہ الحمدللہ! علی کل حال۔ ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہسپتالوں کے اندر جو ڈاکٹر ڈیوٹی پر ہیں اور اس ڈیوٹی کے دوران ان کے بچوں کی لاشیں آتی ہیں کسی کی بیوی کی لاش آتی ہے کسی کے والد کی لاش آتی ہے لیکن ان کی استقامت میں کوئی فرق نہیں آتا وہ اسی طرح سے صبر کے ساتھ اور جرات کے ساتھ، استقامت کے ساتھ وہ سب حالات کا مقابلہ کرتے ہیں۔ایک تاریخ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے رقم ہو رہی ہے۔اس تاریخ میں یہ بھی رقم ہوگا کہ اس موقع پر ہم نے کیا کیا؟ ہم نے کس حد تک اس کی نصرت کی؟ ہم نے کس حد تک مظلوم کی حمایت کی؟ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ تعالی کسی کو مکلف نہیں کرتا لیکن اس کی وسعت کے مطابق۔ یہ ہم میں سے ہر ایک نے خود فیصلہ کرنا ہے کہ میری وسعت کیا ہے؟ میں اس وقت کیا کر سکتا ہوں؟ ظاہر ہے کسی عدالت میں ثابت نہیں کرنا یہ اللہ جانتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہماری اس وقت کیا صلاحیت ہے؟ اور اس نازک موڑ پر کہ یہ ہمارا ایک دینی تقاضہ بھی ہے کہ مسجد اقصی امت کی، پوری امت کی ذمہ داری ہے۔اور اسی طرح سے امت ایک جسم کی مانند ہے اگر جسم میں کہیں پر بھی تکلیف ہو تو پورا جسم اس کو محسوس کرتا ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اس وقت ان کو ضرورت ہے، ہر طرح مدد کی ضرورت ہے، مالی مدد کی بھی ضرورت ہے۔

ان کا بیانیہ کس طریقے سے ہم پھیلا سکتے ہیں؟ اپنی حکومت کو کیسے مجبور کر سکتے ہیں کہ ہماری حکومت خاموش تماشائی نہ رہے بلکہ بین الاقوامی فورمز پر اپنی آواز اٹھائے کہ بین الاقوامی فورمز پر ایک فرد نہیں جا سکتا وہاں پر ریاست ہی جا سکتی ہے۔اس کے علاوہ اللہ تعالی نے سوشل میڈیا کا ایک ہتھیار ہمیں دیا ہے۔جس قدر خوفزدہ اس وقت اسرائیل سوشل میڈیا اور اس کے بیانیہ سے ہے شاید وہ حماس کے راکٹوں سے بھی اتنا خوفزدہ نہیں ہے۔ہم ایک متاثر کن بیانیہ کیسے ترتیب دے سکتے ہیں۔اس کے لئے ہمیں آپس میں بھی مربوط اور منظم ہونا ہے اور اپنی آئندہ نسلوں کو متحد اور متفق کر کے فلسطینیوں کی استقامت اور بے مثال شجاعت اور بہادری کا سبق دینا ہے۔

فلسطینی شہداء کے نام

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟
صہیونیوں کی ازل سے یہی تمنا تھی
لہولہو ہو فلسطین خون سے تیرے
مگر یہ کیا ہے کہ اپنے بھی اس میں شامل ہیں؟
میں ان کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟
کہ اپنے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟
میرے حضور کا فرماں، کہ ”جانِ واحد ہیں“
سفید، سرخ کہ کالا ہو سارے انساں ہیں
عرب عجم کے مسلمان بھائی بھائی ہیں
تو کیسے اپنے ہی بھائی کے ہاتھ پر ڈھونڈوں؟
نہیں یہ ہاتھ تو میرے نہیں ہیں غیر کے ہیں
یہ میرے چہرے کے پردے میں کس کا چہرہ ہے؟
قبا کی آڑ میں کس بھیڑیے کا چہرہ ہے؟

صہیونی لبرل و کافر سبھی کا چہرہ ہے
یہ ان کے ہاتھ ہیں، ان پر لہو تلاش کروں؟
کہ اپنے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟
میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟
شریکِ سازشِ اغیار، سارے قاتل ہیں
یہ سب ہی خونِ فلسطیں کے اصل مجرم ہیں
یہ خونِ مسلم اب ارزاں سہی گواہ رہنا
یہ رنگ لائے گا آخر، سبھی گواہ رہنا
یہ دورِ ”زلزلو“ اب ختم ہو رہا ہے سنو
شفق کی سرخئ بیتاب کہہ رہی ہے سنو
لہو سے پھوٹی سحر کی کرن مبارک ہو
نئے طلوع سحر کی خبر مبارک ہو

پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق۔ پشاور

جس کام کے مکلف ہیں
وہ کیجئے

جو جان لگا سکتا ہے جان لگا دے
جو مال لگا سکتا ہے مال لگا دے
جو سڑک پہ نکل سکتا ہے نکلے
جو بات کر سکتا ہے بات کرے
جو لکھ سکتا ہے لکھے

جو ویڈیو بنا سکتا ہے ویڈیو بنائے
جو پرچم لہرا سکتا ہے لہرائے
جو کچھ نہیں کر سکتا
دعا کیلئے ہاتھ تو اٹھا ہی سکتا ہے

ہم غزہ نہیں جا سکتے **تو کیا ہوا**

ہم فلسطینیوں کی اس طرح بھی مدد کر سکتے ہیں

تذکرے: اپنے گھر اور گردو پیش میں مسجد اقصیٰ کی اہمیت، اسرائیل کے غاصبانہ قبضے اور فلسطینیوں کی جدوجہد کے تذکروں کو زندہ رکھ کر

ڈونیشن: الخدمت فاؤنڈیشن، پیپا اور دیگر قابل اعتماد ذرائع سے غزہ کے لیے ڈونیشن دے کر

بائیکاٹ: اسرائیلی اور ان کے حمایتی ملکوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کر کے

احتجاج: غزہ کے مسلمانوں کے حق میں ہونے والے احتجاجی مظاہروں میں شرکت کر کے

سوشل میڈیا: مغربی پروپیگنڈے کے خلاف سوشل میڈیا کو مثبت طریقے سے استعمال کر کے

دعا: غزہ کے کمزور و نہتے بھائیں، بہنوں اور بچوں کے حق میں دعائیں کر کے

کچھ تو کیجئے-----

شعبہ امور خارجہ، حلقہ خواتین جماعت اسلامی

REPOST
& SHARE
NEWS
CREATE
AWARENESS
DISCUSS
BOYCOTT
ISRAELI
PRODUCTS
JI
YOUTH
WOMEN
Educate
Yourself
CHALLENGE
THEIR
PROPAGANDA
HOW TO HELP
PALESTINIANS
PRAY
Give
Donations
ATTEND
OR ORGANISE
PROTESTS

نقشۂ فلسطین سرزمینِ بابرکت

خَلیلُ الرَّحمٰنُ چِشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

Chart # 118

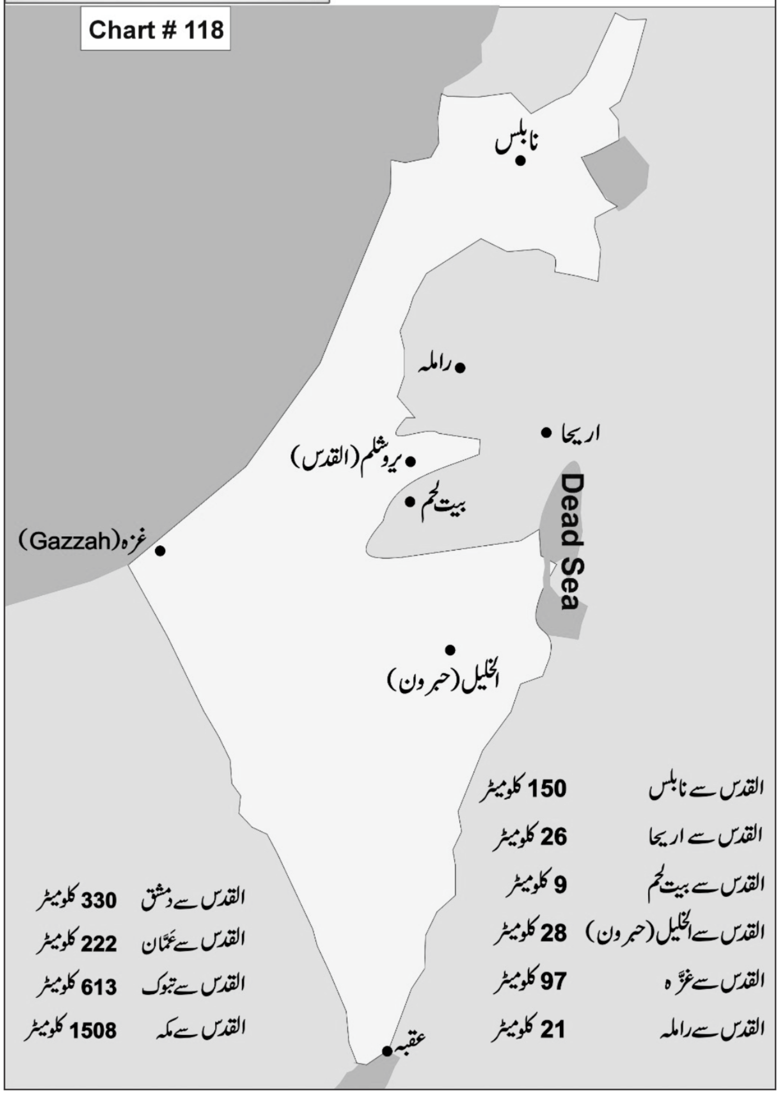

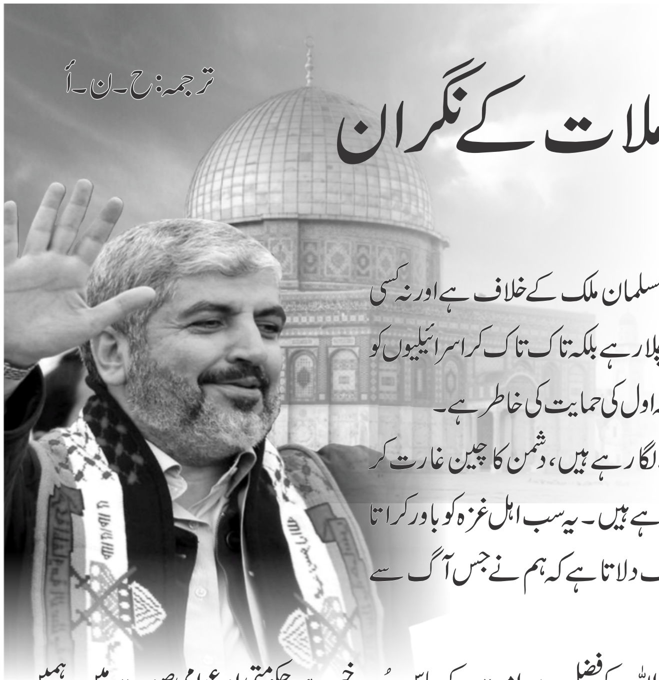

ترجمہ: ح۔ن۔اُ

خالد مشعل: حماس کے بیرونی معاملات کے نگران

ہم نے پانچ قسم کی مہمات شروع کی ہیں!

عسکری مہم بلاحدود تمام ممکنہ طریقوں سے غزہ کی مدد، اجتماعی یا انفرادی جہاد: جو کہ نہ تو کسی مسلمان ملک کے خلاف ہے اور نہ کسی اسلامی تنظیم کے بلکہ صرف اور صرف اسرائیل کے خلاف ہے، ہم ہر طرف اندھی گولیاں نہیں چلا رہے بلکہ تاک تاک کر اسرائیلیوں کو ختم کر رہے ہیں جنہوں نے شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ سب ہماری غیرت اور عزّت، قبلہ اول کی حمایت کی خاطر ہے۔

عوامی مہم: عوامی طاقت، وہ لوگ جو کہ اسرائیلی اور امریکی سفارت خانوں کو گھیر کر نعرے لگا رہے ہیں، دشمن کا چین غارت کر رہے ہیں، مسلمان ملکوں کے علاوہ مغربی ممالک میں بھی، واشنگٹن تک میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ یہ سب اہل غزہ کو باور کراتا ہے کہ سب اُن کے ساتھ ہیں، وُہ کوئی کٹی ہوئی شاخ نہیں ہیں۔ اور یہ سب اسرائیل کو خوف دلاتا ہے کہ ہم نے جس آگ سے کھیلا ہے اسی میں ہمیں جلا دیا جائے گا۔

امدادی مہم: غزہ اور غزہ کے مجاہدین کی مدد کے لئے ہمیں کروڑوں میں امداد کی ضرورت ہے، اللہ کے فضل سے امت کے پاس بہُت خیر ہے، حکومتی اور عوامی صورت میں۔ ہمیں خفیہ اور علانیہ مدد مل رہی ہے، ہم چاہتے ہیں حکومتی تنظیمیں اور عوامی تنظیمیں ہماری مدد کریں اور یقیناً ہم اُن کی مدد کو صحیح طور پر اہلِ غزہ تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

سیاسی مہم: ہم نے صہیونی، یورپ اور امریکہ کے خلاف ایک سیاسی محاذ شروع کیا ہے مسلمان ممالک، چین اور روس کے ساتھ، جن کا موقف اس معاملے میں مثبت ہے، ہماری سات اکتوبر کی مہم سے ان ممالک کو بہُت فائدہ پہنچا ہے (امریکہ کی توجہ ان سے ہٹ کے غزہ کی طرف مبذول ہوگئی)۔ اس محاذ کے دو مقاصد ہیں، اول یہ کہ غزہ پر حملے کو روکا جائے، اور نہتے عوام کو بچایا جائے۔ اور دوسرا یہ کہ غزہ کی طرف امدادی راستے کھولے جائیں۔ یہ وُہ مقاصد ہیں جو تمام عرب حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ابھی تک حاصل نہیں کر سکے۔

الیکٹرانک میڈیا مہم: سوشل میڈیا اور آن لائن نیوز، اور مجھے کویت کے لوگوں سے بڑی امید ہے کہ وُہ سب سے بڑھ کر اس میں حصہ لیں کیوں کہ وُہ اس میں ماہر ہیں۔ انہیں چاہئے کہ بااثر لوگوں سے رابطہ کریں جو کہ سوشل میڈیا پر بڑی تعداد میں فالوورز رکھتے ہوں یا TV چینلز پر آتے ہوں، ہمیں ایک بڑے یورپی صحافی نے بتایا کہ سات اکتوبر کے بعد ہم نے حماس سے قطع تعلق کرلیا ہے جس کی وجہ وُہ زیادتیاں ہیں جو انہیں نے کی ہیں، میں نے اسے کہا کہ یہ حماس کی زیادتیاں نہیں ہیں بلکہ یہ اسرائیلی میڈیا کی جھوٹی خبریں ہیں جو بڑی مہارت سے پھیلائی گئی ہیں، اور اس نے خفیہ طور پر میری بات سے مکمل اتفاق بھی کیا۔ فی الواقع ہمیں ایک ایسے بیانیے کی ضرورت ہے جو سچ کو واضح کر دے۔

منزل تمہاری ہے

اگر تم دل گرفتہ ہو کہ
تم کو ہار جانا ہے
تو پھر تم ہار جاؤ گے
اگر خاطر شکستہ ہو کہ تم
کچھ کر نہیں سکتے تو
یقیناً کر نہ پاؤ گے
یقین سے عاری ہو کر
منزلوں کی سمت چلنے
سے کبھی منزل نہیں ملتی
کبھی کنکر کے جتنے حوصلے
والوں سے بھاری سل نہیں ہلتی
زمانے میں ہمیشہ کامیابی
ان کے حصے میں ہی آتی ہے
جو اول دن سے اپنے ساتھ

عزم مصمم لے کر چلتے ہیں
کہ جنکے دل میں عزم و حوصلہ
اک ساتھ پلتے ہیں
اگر تم چاہتے ہو کامیاب و کامراں ہونا
تو بس رخت سفر میں
تم یقین و عزم کی مشعل جلا رکھنا
سفر دشوار تر ہو تب بھی
ہمت و حوصلہ رکھنا
سفر آغاز جب کرنا تو بس سمجھ لینا
کہ جہاں میں کامیابی کی
یقین والوں سے یاری ہے
اگر تم بھی یقین رکھو تو پھر منزل تمہاری ہے
(محمد احمد)

9-A Mansoorah Multan Road Lahore. +92 304 4477656 http://drsamiaraheelqazi.com/

ادارہ معارف اسلامی